حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت استاذ

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مشغلہ علم وعمل، عبادت وریاضت، ارشاد وتبلیغ، پند وموعظت اور جہاد واجتہاد تھا، وہ علم کے جس اونچے مقام پر فائز تھے، وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے، علم کے اس بلند مقام پر پہنچ کر اگر اپنے علوم سے دوسروں کو فائدہ نہ پہنچاتے تو زندگی میں ایک بڑا خلا محسوس کیا جاتا، لیکن بحمد للہ آپ کی حیات میں تدریس کے بھی عمدہ نمونہ ملتے ہیں، جن کے مستفیدین اور تلامذہ وقت کے آفتاب وماہتاب اور اپنے عصر کے مرجع عوام وخواص نظر آتے ہیں۔

تعلیم حدیث:

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحاح ستہ سوائے ابوداؤد کے حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور ابو داؤد شریف بعد میں اپنی شہرت کے زمانہ میں حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اس کا خیال کیے بغیر کہ دنیا کیا کہے گی ایک ایسی ہستی کو استاذ بنایا جس سے ایک گونہ علمی معاصرت کا تعلق آپ رکھتے تھے تو اگر ایک طرف از خود رفتگی وشکستگی کے آثار اس واقعہ میں نظر آرہے ہیں، تو دوسری طرف یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حدیث کے سلسلہ اتصال وتصحیح سند کی قیمت آپ کی نظر میں کتنی تھی؟

زمانہ طالب علمی میں عبقریت:

جس زمانہ میں آپ دہلی میں بخاری شریف پڑھ رہے تھے اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ آپ دہلی کی کسی گلی سے گزر رہے تھے اور ہاتھ میں بخاری شریف کا نسخہ تھا، ایک صاحب نسبت بزرگ حافظ عبدالقادر مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی، اس مجذوب بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ہاتھ سے بخاری شریف کا نسخہ لے لیا، اور آگے بڑھ گئے آپ نے اس خیال میں کہ نہ معلوم مجذوب صاحب کتاب کہاں ڈال دیں گے پیچھے پیچھے ہولیے، راستہ میں ایک دکان ملی وہیں بیٹھ کر ورق گردانی شروع کردی، اوراق الٹتے جاتے تھے اور زبان سے من من کہے جاتے تھے، آپ

سامنے کھڑے ان حرکتوں کو دیکھتے رہے آخر میں حافظ صاحب مجذوب نے کتاب بند کی اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو واپس کرتے ہوئے خطاب فرمایا ''جا تو بڑا عالم'' ہے۔

بخاری شریف پڑھنے کے زمانے میں ہی بڑے عالم ہو جانے کی اطلاع کشفی راہ سے جسے مل چکی تھی اس کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ابوداؤد صرف اتصال وتصحیح سند کی غرض سے پڑھی تھی تو بیجا نہ ہوگا۔(۱)

محدث سہارنپوری کی تعریف وتحسین:

اس کی تائید مولانا منصور علی خاں حیدر آبادی کی تحریر سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا احمد علی محدث سہانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس ابوداؤد کے دوران ایسے نکات حدیث بیان کرتے کہ خود محدث سہارنپوری مزے لے کر سنتے اور اسے نوٹ فرما کر مجالس ومجامع میں تذکرہ فرماتے اور مولانا منصور علی خاں مرحوم حیدر آبادی (صاحب سوانح) کے الفاظ ہیں ''ایسے نکات حدیث وقت درس کے (سیدنا الامام الکبیر) نے بیان کیے کہ مولانا احمد علی صاحب مرحوم مجمع عام طلبہ فارغ التحصیل کے روبروان توجیہات مولانا مرحوم کو بیان فرما کر مولانا صاحب (سیدنا الامام الکبیر) کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔''(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے درس بخاری:

ارواح ثلاثہ میں ایک اور واقعہ لکھا ہے جس سے زمانہ طالب علمی ہی سے علم حدیث میں آپ کے مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ پنجلاسہ میں ایک بزرگ راؤ عبدالرحمان خان رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو صاحب کشف بزرگ تھے۔ دردزہ کے لیے تعویذ لینے کے لیے کوئی آتا تو تعویذ کے ساتھ کہہ دیا کرتے تھے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، بعضوں نے پوچھا بھی کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو جاتا ہے تو بولے کیا کروں پیدا ہونے والے بچے کی صورت سامنے آجاتی ہے۔ اکابر دیوبند سے ان کے گہرے روابط تھے خصوصاً حضرت حاجی صاحب سے ان کے بہت اچھے تعلقات تھے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان سے ملنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ پہلے سفر حج کے موقع پر رخصت ہوتے ہوئے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی درخواست کی تو بزرگ نے فرمایا: ''تمہارے لیے کیا دعا کروں میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دونوں جہاں کے بادشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بخاری شریف پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''(۳)

درس حدیث:

تعلیم سے فراغت کے بعد انہوں نے باضابطہ کسی مدرسہ میں بیٹھ کر درس نہیں دیا اور نہ ہی اس کے لیے ملازمت

اختیار کی بلکہ ذریعہ معاش تو مطبع میں رہ کر تصحیح کتب کو بنایا (جو خود ایک بڑا علمی کام تھا آج کے زمانے کی پروف ریڈنگ نہ سمجھا جائے)

اور مطبع کی چہار دیواری میں ہی وقت کے علماء وفضلاء جو پروانہ وار آپ کے پاس آتے انہیں حدیث کی کتابوں کا درس دیتے آپ بالخصوص صحاح ستہ کی تعلیم دیتے تھے بہت سے علماء جنہوں نے علمی دنیا میں بڑی شہرت حاصل کی، اسی میرٹھ کے مطبع میں ہی حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی کتابیں پڑھی تھیں، دارالعلوم کے اول صدر المدرسین حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تو باضابطہ اسی مطبع میں بغرض تعلیم ملازم ہی ہوگئے تھے، اور آپ کے درس میں شرکت کرتے تھے اور بہت سے مشاہیر علماء جو عالم اسلام کے افق پر چمکے انہیں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

درس حدیث کا طریقہ:

حدیث کا جو طریقہ درس حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ اسحاق کا طرۂ امتیاز تھا وہی طریقۂ درس حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی تھا۔ سید محبوب رضوی صاحب لکھتے ہیں: ''درس حدیث میں مذہب حنفیہ کے اثبات وترجیح کا وہ طریقہ اور تنقیحات وتشریحات کا وہ انداز جو آج دارالعلوم دیوبند کا طرۂ امتیاز ہے اور کم وبیش مدارس عربیہ درس حدیث میں مروج ومتداول ہے، اسے فروغ دینے میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا حصہ ہے، تیرہویں صدی ہجری کے وسط تک درس حدیث میں صرف حدیث کا ترجمہ اور مذاہب اربعہ بیان کر دینا کافی سمجھا جاتا تھا مگر جب اہل حدیث کی جانب سے احناف پر شد ومد کے ساتھ یہ الزام لگایا گیا کہ ان کا مذہب حدیث کے مطابق نہیں ہے تو حضرت محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی اور ان کے بعض تلامذہ نے مذہب حنفی کے اثبات وترجیح پر توجہ فرمائی، دارالعلوم میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات نے اس کو یہاں تک فروغ دیا کہ آج حدیث کی کوئی معروف درس گاہ اس سے خالی نظر نہیں آتی۔'' (۴)

خصوصیات درس:

حکیم منصور علی خاں صاحب مراد آبادی جو آپ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں، انہوں نے آپ کے درس کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ''حقیقت یہ ہے کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جب کسی اہم اور مشکل مسئلہ کو جمہور کے تصورات کے خلاف ثابت فرماتے تو بڑے بڑے ارباب علم وفضل حیران اور انگشت بدنداں رہ جاتے تھے جو حکم ظاہر میں قطعاً بے دلیل وبرہان معلوم ہوتا وہ تقریر کے بعد عقل کے عین مطابق معلوم ہونے لگتا تھا۔ آپ کے

پیش کردہ دلائل کے خلاف بڑے بڑے ارباب علم وفضل کو جرأت نہ ہوتی تھی۔(۵)

اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جسے مشہور مصلح ومرشد حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم ندوۃ العلماء (جنھوں نے میرٹھ میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک درس میں شرکت فرمائی تھی) نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

''طالب علمی کے زمانہ میں محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث میں شریک ہونے کی سعادت مجھے بمقام میرٹھ میسر آئی تھی غالباً یہ وہی زمانہ تھا جب صحیح مسلم کا درس جاری تھا، حدیث پڑھی گئی حنفیوں اور شافعیوں کے کسی اختلافی مسئلہ سے حدیث کا تعلق تھا، میں نے دیکھا کہ مولانا نے ایک ایسی جامع اور مدلل تقریر کی جس سے کلیتاً شافعی نقطۂ نظر کی تائید ہوتی تھی، طلبہ حیران ہوئے کہنے لگے کہ آپ کی اس تقریر سے تو معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا مسلک صحیح ہے اور حنفیوں کا مذہب حدیث کا مطابق نہیں ہے، تب میں نے دیکھا کہ مولانا نانوتوی کا رنگ بدلا اور فرمانے لگے کہ شوافع کی طرف سے اس مسئلہ کی تائید میں زیادہ سے زیادہ کہنے والے اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو یہی کہہ سکتے ہیں جو تم سن چکے ہو، اب سنو! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی بنیاد یہ ہے کہ...... اس کے بعد مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اس طرح تقریر کی کہ لوگ مبہوت بنے سنتے رہے، ابھی جس مسلک کے متعلق ان کا یقین تھا کہ اس سے زیادہ حدیثوں کے مطابق کوئی دوسرا مسلک نہیں ہوسکتا تھا، اچانک معلوم ہوا کہ درحقیقت صحیح حدیثوں کا مفاد وہی ہے جسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے منقح فرمایا ہے۔(۶)

درس نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کا معیار:

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس سے کما حقہ وہی طلبہ فائدہ اٹھا سکتے تھے جو ذی استعداد اور ذکی وذہین ہوں اور پہلے سے کتاب کا بغور مطالعہ کرچکے ہوں۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات دیکھ کر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں حاضر ہوتا تھا اور وہ باتیں پوچھتا تھا جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں غایت مشکل ہوتی تھیں شاہ صاحب کے یہاں جو آخری جواب ہوتا تھا، وہ حضرت اول ہی مرتبہ فرمادیتے تھے میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا۔(۷)

دارالعلوم کے ابتدائی زمانہ میں چند دن چھتہ کی مسجد میں اقلیدس کا درس دیا ہے دوران درس میں جب طلبہ کو کسی شکل کے سمجھانے کی ضرورت پیش آئی تو بغیر آلات کی مدد کے انگلی سے زمین پر شکل کھینچ کر سمجھادیتے تھے دراں

حالیکہ ریاضی اور اقلیدس کا مطالعہ آپ نے دہلی کالج میں بغیر استاذ کی رہنمائی کے بطور خود کیا تھا۔(۸)

دقیقہ سنجی ونکتہ آفرینی:

مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس مثنوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ایک بار مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرٹھ میں مثنوی مولانا روم پڑھانا شروع کی دو چار شعر ہوتے اور عجیب وغریب بیان ہوتے۔''

حقیقت یہ ہے کہ دقیقہ سنجیوں اور نکتہ آفرینوں پر حضرت والا مجبول ومخلوق تھے سیدھی سادی چیزوں سے بھی ان کا دل اور ان کا دماغ حیرت انگیز اور گہرے نتائج نکالنے کا عادی تھا، آپ میں ارادت وافکار کی تعبیر وتحبیر کا بھی کافی حسن سلیقہ قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا تھا، جس کا اندازہ آپ کی کتابوں سے ہوتا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ سنگین سنگین حقیقتوں کو اپنی بعض کتابوں میں آپ نے موم بنا کر رکھ دیا ہے، ''حجۃ الاسلام'' اور ''تقریر دلپذیر'' اس کی مثال کے لیے کافی ہے، اسی طرح وہ موم کو پتھر کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے تھے، جس کی عمدہ مثال ''آب حیات'' ہے۔

علم کے لوازم امامت وخطابت افتاء وغیرہ سے آپ کا احتراز اِرادی تھا ٹھیک اسی طرح درس وتدریس کے مشغلہ سے بھی قصداً پرہیز وگریز کے لیے آپ نے ایسا رنگ اپنی تقریر کا اختیار فرمایا ہو جو کہ برتر از فہم وتعقل تھیں، اس میں بھی اضطرار سے زیادہ دخل آپ کے ارادی فیصلہ کا معلوم ہوتا ہے۔

حوالہ جات

(۱)......سوانح قاسمی: ج۱ص ۲۴۷، ملخصاً

(۲)......مذہب منصور، ص۱۸۲، سوانح قاسمی: ج۱ص ۴۲۶

(۳)......ارواح: ص۱۹۳

(۴)......تاریخ دار العلوم: ج۱، ص۱۱۲

(۵)......مذہب منصور: ج۲ص ۱۷۸، بحوالہ تاریخ دار العلوم: ص۱۱۳

(۶)......سوانح قاسمی: ج۲، ص۲۴۳ ـ ۲۴۲

(۷)......ارواح ثلاثہ حکایت: ۲۴۴، تاریخ دار العلوم: ج۱ص ۱۱۳

(۸)......تاریخ دار العلوم: ج۱ص ۱۴۴